

جناب ابوسلمان شاہچمن پوری

البیان فی مقاصد القرآن

مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر

تفسیر کا پورا نام ”البیان فی مقاصد القرآن“ تھا جیسا کہ اس کے اشتہار مطبوعہ البلاغ سے معلوم ہوتا ہے۔ شروع میں مولانا کا خیال تھا کہ تفسیر دایتی انداز پر مرتب کی جائے لیکن ۱۹۳۰ء میں جب وہ ترجمان القرآن کی پہلی جلد شائع کرنے کی تیاری کر رہے تھے، یہ خیال ترک کر دیا اور ترجمان القرآن ہی میں ہر سورت کے ساتھ ایک دیباچہ اور تشریحی نوٹوں میں مزید اضافہ کر دینے کا ارادہ کیا۔ مولانا کے نزدیک یہ صورت مسلسل تفسیر کے قدیم غیر مرتب اور غیر منقسم طرز کے مقابلے میں زیادہ مفید اور سائنسی نکت تھی۔ فرماتے ہیں:-

”تفسیر البیان کے لیے پچھلی ترتیب اب میں نے ترک کر دی ہے۔ کیونکہ میں محسوس کرتا ہوں مسلسل تفسیر کا قدیم طریقہ موجودہ زمانے میں عام مطالعے کے لیے موزوں نہیں ہے۔ ایک مرتب اور غیر منقسم سلسلے کی غیر معمولی درازی اکثر طبائع پر شاق گزرتی ہے۔ اب میں چاہتا ہوں، تفسیر اس صورت میں مرتب ہو جائے کہ اسی ترجمان القرآن کے ہر ترجمہ سورت پر ایک مقدمے یا دیباچے کا اضافہ کر دیا جائے، ترجمے کی وضاحت پہلے سے موجود ہے۔ نوٹوں کی تشریحات جا بجا روشنی ڈال رہی ہیں۔ ضرورت صرف ایک مزید درجہ بحث و نظر کی ہے، وہ ہر سورت کے دیباچے سے پوری ہو جائے گی اور بحیثیت مجموعی تفسیر کے مطالب اس طرح مرتب اور منظم رہیں گے کہ مسلسل تفسیر کا اشتہار مطبوعہ محسوس نہیں ہوگا۔“

ترجمان القرآن میں نے دو متوسط جلدوں سے زیادہ بڑھنے نہیں دیا ہے۔ البیان کے دیباچوں کے اضافے کے بعد زیادہ سے زیادہ چار جلدیں ہو جائیں گی لیکن ان چار جلدوں میں وہ سب کچھ آجائے گا جو ترتیب قدیم میں شاید دس گیارہ جلدوں کی ضخامت میں بھی نہ آتا۔

تفسیر کا جس قدر قدیم مسودہ پہنچ رہا ہے دوستوں کا اصرار ہے کہ اسے بھی ایک علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع کر دیا جائے۔

مولانا مرحوم نے یہ فیصلہ اس وقت کیا تھا، جب وہ جلد اول شائع کر رہے تھے۔ اس لیے جلد اول میں یہ صورت ترتیب اختیار نہ کی جاسکی۔ اس کی طبع اول میں نہ سورتوں کے ترجمے کے ساتھ کوئی دیباچہ یا مقدمہ ہے نہ نوٹوں میں کسی مزید درجہ بحث و نظر کی شان نظر آتی ہے۔ ترجمان القرآن جلد اولے اشاعت کے لیے تیار کر دینے کے بعد تفسیر کی جدید تصنیف پر متوجہ ہوئے۔ مولانا کہتے ہیں: ”جوہی ترجمان القرآن سے میں فارغ ہوا، سورتوں کے دیباچوں کی ترتیب پر متوجہ ہو گیا، سا مغز ہی مقدمہ تفسیر کی ترتیب بھی جاری ہے۔“

چنانچہ ترجمان القرآن کی دوسری جلد شائع ہوئی تو معلوم ہو گیا کہ اس کے وضع و اسلوب میں ایک نمایاں تبدیلی کر دی گئی ہے۔ اب کتاب کی نوعیت محض ترجمے اور نوٹوں ہی کی نہیں تھی جیسی کہ پہلی جلد کی رہ چکی تھی بلکہ تفسیری مباحث و تفصیلات کا معتد بہ حصہ اس میں شامل تھا۔ اس کی ترتیب میں یہ پہلو بھی پیش نظر رہا تھا کہ پہلی جلد کی سورتوں میں جو مقامات بحث و نظر کے طالب تھے۔ ان میں سے اکثر اس جلد کے مہمات مطالب کی بحث میں آجائیں۔ مولانا کا خیال تھا کہ تفسیری مباحث کے اس اضافے کے بعد ترجمان القرآن کی جلدیں دو کے بجائے چار ہو جائیں گی لیکن ایسی کہ: ان چار جلدوں میں وہ سب کچھ آجائے گا جو ترتیب قدیم میں شاید دس گیارہ جلدوں کی ضخامت میں بھی نہ آتا۔“

۴۴
ترجمان القرآن جلد اول (اشاعت اول) ناشر دفتر ترجمان القرآن دہلی مطبوعہ جدید برقی پریس دہلی

لیکن جلد دوم کے دیباچے میں فرماتے ہیں:

”ترجمان القرآن کی ترتیب سے مقصد یہ تھا کہ قرآن کے عام مطالعہ و تعلیم کے لیے ایک درمیانی ضخامت کی کتاب مہیا ہو جائے۔ مجرد ترجمہ سے وضاحت میں زیادہ مطول تفسیر سے مقدار میں کم۔ چنانچہ اس غرض سے یہ اسلوب اختیار کیا گیا کہ پہلے ترجمے میں زیادہ سے زیادہ وضاحت کی کوشش کی جائے۔ پھر جابجا نوٹ بڑھا دیے جائیں۔ اس سے زیادہ بحث و تفصیل کو دخل نہ دیا جائے۔ باقی رہا اصولی اور تفسیری مباحث کا معاملہ تو اس کے لیے دو الگ کتابیں مقدمہ اور البیان زیر ترتیب ہیں۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر البیان اپنی مستقل اور مفصل حیثیت میں باقی ہے۔ دوسرے طریقے سے بھی اس بابت کا ثبوت ملتا ہے۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

۱۔ تفسیر سورہ فاتحہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”پہلی جلد کی ابتداء میں سورہ فاتحہ کی تفسیر کا مخلص بھی شامل کر دیا گیا ہے کیونکہ سورہ فاتحہ کی تفسیر ترجمہ قرآن کے لیے اس کا قدرتی مقدمہ تھی اور ضروری تھا کہ کم از کم یہ مقدمہ تلاوت ترجمہ سے پہلے ذہن نشین ہو جائے۔“

البتہ یہ تفسیر سورہ فاتحہ کا خلاصہ ہے۔ اس میں پھیلاؤ سمیٹ دیے ہیں۔ تفصیلات کو جابجا مختصر کر دیا ہے۔ تمہید و توہیک کی قسم کی تمام چیزیں نکال دی ہیں لیکن نفس مطالب میں بسجرا ایک مقام کے کوئی کئی نہیں کی ہے۔ یہ مقام صفات الہی کے ان مباحث کا تھا جن کا زیادہ تر تعلق فلسفہ و کلام کے قدیم مباحث و مباحث سے ہے۔ نیز فرداً فرداً ان تمام صفات پر نظر ڈالی گئی تھی جو قرآن حکیم میں آئے ہیں۔ چونکہ یہ حصہ عام مطالعے اور دلچسپی کا نہ تھا اس لیے ترجمان القرآن میں اس کی موجودگی ضرورت سے زیادہ محسوس ہوئی اور اسے الگ کر دیا گیا اصل تفسیر کی ضخامت اس فیصلے سے ڈیوڑھی سمجھنی چاہیے۔ تفسیر البیان میں وہ سورہ فاتحہ کا دیباچہ ہوگی اور اپنی تفصیلی شکل میں آجائے گی۔“

۲۔ دوسری جلد میں تفسیری مباحث و تفصیلات شامل کرنے کے بعد البیان کے امتیاز و خصوصیت کے بارے میں فرماتے ہیں:-

آب کتاب (ترجمان القرآن جلد دوم) کی نوعیت محض ترجمے اور نوٹوں ہی کی نہیں رہی ہے جیسی کہ پہلی جلد کی رہ چکی ہے بلکہ تفسیری مباحث و تفصیلات کا بھی متعدد حصہ شامل ہو گیا ہے۔ بلاشبہ اس کی تفصیلات البیان کی تفصیلات تک نہیں پہنچتی اور پہنچنا بھی نہیں چاہیے تاہم جہاں تک مہمات مطالب کا تعلق ہے تقریباً تمام مقامات بحث میں آگئے ہیں اور اب نظر کے لیے کفایت کرتے ہیں۔ لہ

دوسری جلد کی مختلف سورتوں کے آخر میں جو تفسیری مباحث کے اضافے ہوئے ہیں اس کا اندازہ اس سے لگائیے:-

”سورہ اعراف میں چالیس نوٹ ہیں۔ سورہ انفال میں تینتالیس مفصل نوٹ ہیں، سورہ توبہ میں پہلے بائیس نوٹ اتنے مشرح آئے ہیں کہ بعض دو دو تین تین صفحات تک مسلسل چلے گئے ہیں۔ پھر آخر میں چھبیس صفحات کے مفصل مباحث کا مزید اضافہ کیا گیا ہے۔ سورہ یونس میں پینتالیس نوٹ ہیں پھر بھی آخر میں دس صفحات کے مباحث اور بڑھاتے پڑے۔ سورہ حود کے آخر میں ایک مستقل مقالہ اس اصولی مجملہ پر درج کیا گیا ہے کہ قصص قرآن کے مبادی و مقاصد کیا ہیں؟ اور کیوں قرآن انہیں دلائل و براہین کی حیثیت سے پیش کرتا ہے؟ سورہ یوسف میں جا بجا مشرح نوٹ لکھے گئے ہیں پھر آخر میں بیس صفحات کا ایک مقالہ بڑھایا گیا ہے تاکہ سورت کے مواضع و مبصائر پر ایک مجموعی نظر پڑ جائے۔ سورہ کے تفسیری مباحث تفصیل طلب تھے اور بہت زیادہ تھے اس لیے انہیں نظر انداز کرنا پڑا۔ البتہ مواضع و حکم کے تمام پہلو پوری طرح واضح ہو گئے ہیں۔ سورہ کوف کے آخر میں اڑتیس صفحات کے مقالات بڑھائے گئے ہیں کیونکہ متعدد تاریخی سوالات حل طلب تھے اور بغیر شرح و اظہار کے واضح نہیں ہو سکتے تھے۔ البتہ سورۃ کا ایک

واقعہ تفصیلی بحث سے رہ گیا یعنی صاحبِ موسے علیہ السلام کے اعمالِ ثلاثہ اور ان کے نتائج و حکم۔ اگر تفصیلی بحث کی جاتی تو مقالات کی تعداد بہت زیادہ بڑھ جاتی تاہم نوٹ میں جس قدر اشارات کر دیے گئے ہیں اہل نظر کے لیے کفایت کرتے ہیں۔ بقیہ سورۃ کے ترجمہ و تشریح میں بھی ایسا ہی اسلوب اختیار کر لیا گیا ہے۔

بلاشبہ یہ تفصیلات البیان سے لگتی ہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کے بعد البیان کی ہستی ختم ہو گئی تھی اور مسودے کا جو حصہ باقی رہ گیا تھا اسے محض اس لیے شائع کیا جاتا تھا کہ ایک فکمی ہوئی چیز جو اس صورت میں بھی اپنی ایک افادیت رکھتی ہے ضائع ہونے سے بچ جائے؟ یا مولانا کو اس کی اشاعت پر اس وجہ سے آمادہ ہونا پڑا تھا کہ دوستوں کا اصرار تھا؟

ابتدائی مطالعے کے بعد میرا خیال تھا کہ البیان کے بارے میں مولانا کی رائے بدل گئی تھی اور ترجمان القرآن میں اس کے مباحث کے اضافے کے بعد اس کی اہمیت باقی نہیں رہی تھی لیکن مولانا غلام رسول مہر مرحوم کی معلومات سے استفادے اور مزید غور و فکر کے بعد میری یہ رائے نہیں رہی۔ مولانا مہر مرحوم راقم الحروف کے نام ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:-

”البیان کبھی مولانا (آزاد مرحوم) کے ذہن سے نہیں نکلا اور یہ بھی قرین قیاس نہیں کہ اس کا مسودہ تلف ہو گیا جس طرح مولانا نے ابتدائی مسودات کے تلف ہو جانے کی جزئیات کھول کر بیان کی ہیں۔ اس کا بھی ذکر ضرور فرماتے۔ میرے ساتھ اس کے متعلق نیز مقدمے کے متعلق آخری دوڑ تک گفتگو فرماتے رہے۔ یہ بھی صحیح نہیں کہ البیان میں سے چند ٹکڑے لے کر بطور تعلیقات بعض سورتوں کے اوخر میں لگا دیے تو باقی البیان غیر ضروری ہو گیا۔ کیا معلوم نہیں کہ متعدد مقامات پر اس کے حوالے دیے ہیں جیسا کہ میری باقیات کے مقدمے میں حوالے موجود ہیں۔“

خود مولانا ابوالکلام آزاد کی تحریر سے یہ بات اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ دوسری جلد کے

۱۔ ترجمان القرآن جلد دوم شمارہ

۲۔ باقیات ترجمان القرآن جلد دوم پر مولانا غلام رسول مہر ناشر کتاب منزل لاہور

دیا چھے میں جہاں مولانا نے اس کی نوعیت ترتیب اور اضافوں کے بارے میں لکھا ہے وہاں ترجمان القرآن اور البیان کا فرق بھی واضح کر دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ البیان کی ایک مستقل حیثیت ہے۔ ترجمان القرآن میں تفسیر ہی مباحث کے اضافوں سے اس کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ترجمان میں اضافوں کے بعد قرآن کے مطالعہ و تعلیم کا پیش نظر مقصد بطریق احسن پورا ہو جاتا ہے لیکن تفصیلی مطالعے کے لیے بہر حال البیان ہے، ترجمان نہیں۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں:-

”بلاشبہ تفصیلات ان حدود سے متجاوز ہو گئیں جو ترجمان القرآن کے لیے قرار دی گئی تھیں۔ لیکن اگر البیان کی تفصیلات سامنے لائی جائیں تو یہ تفصیلات بھی اجمال و تلخیص سے زیادہ معلوم نہ ہوں گی۔ یہاں سورہ یوسف کا مقالہ بیس صفحات میں سما گیا ہے اور البیان کے مسودے کا مواد اگر چالیس صفحات میں بھی سما جائے تو سمجھنا چاہیے۔ بہت کم جگہ میں آگیا۔ سب سے زیادہ تفصیل سورہ کف کے مقالات میں ہوئی ہے لیکن جو مباحث یہاں اڑتیس صفحات میں سمیٹ دیے گئے ہیں۔ ان کے لیے البیان کے ساتھ ستر صفحات کی وسعت بھی بہ مشکل کفایت کرے گی۔“

ہاں عشق است بر خود چیدہ چندیں داستان دہ
کے بر معنی یک حرف صد دفتر نمی سازد ” ۱

بقیہ زمرہ دشتے اور ان کے تعلیمات

مذکرۃ الصدر اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کے ساتھ زردشت کے ضابطہ اخلاق کا یہ تاریک پہلو ہے کہ اس نے سگے رشتوں میں باہمی ازدواج کو مستحسن قرار دیا ہے۔ غالباً یہ ایرانی امراء کا ایک رواج تھا جس سے وہ اپنی نسل کی خصوصیات برقرار رکھنا چاہتے تھے۔